الحق کا سوالنامہ اور اس کے جوابات

سلسلہ ۱

جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب ایم اے ایم او ایل ڈی لٹ
صدر دائرہ معارف اسلامیہ لاہور

میری علمی اور مطالعاتی زندگی

الحق نے علمی اور مطالعاتی زندگی کے بارہ میں مشاہیر علم وفضل سے اپنے تاثرات قلمبند کرنے کی اپیل کی تھی اور اس ضمن میں ایک سوالنامہ جاری کیا گیا۔ اب تک اس سلسلہ میں ملک وبیرون ملک سے جن ممتاز اور جید اہل علم وفضل نے الحق کی درخواست کو شرف پذیرائی بخش کر اپنے بلند پایہ تاثرات اور گرانمایہ خیالات ارسال فرمائے ہیں۔ ان میں مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ انڈیا۔ مولانا مفتی شفیع صاحب۔ مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی۔ مولانا شمس الحق افغانی۔ حضرت ضیاء المشائخ مجددی (افغانستان) مولانا اطہر علی صاحب مشرقی پاکستان۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرانس۔ ڈاکٹر صغیر حسن معصومی۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی۔ مولانا محمد یوسف بنوری۔ مولانا ظفر احمد عثمانی جیسے مشاہیر بھی شامل ہیں۔ کئی حضرات کی رائے تھی کہ اس سلسلہ کے مضامین کو ایک خاص شمارہ میں شائع کیا جائے۔ مگر اس وقت بعض وجوہات سے یہی مناسب سمجھا گیا کہ ہر شمارہ میں ایک مضمون شائع ہوتا رہے۔ بعد میں قارئین نے چاہا تو اسے ایک عدد خاص کی زینت بنا دیا جائے گا۔ ان جوابات سے غور وفکر کے کئی گوشوں پر روشنی پڑے گی اور علمی واکتسابی زندگی میں اس کے مفید اثرات ظاہر ہوں گے توقع ہے کہ دیگر حضرات مشاہیر بھی الحق کے سوالنامہ کے بارہ میں اپنے جوابات سے نوازیں گے۔ "تاثرات" میں ادارہ اپنی رائے دخیل نہیں کرنا چاہتا بلکہ اپنی رائے کا حق محفوظ رکھے گا۔

—— سمیع الحق ——

★

مخدوم مکرم۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ تلطف نامہ موصول ہوا۔ آپ کے جذبات مخلصانہ کا شکر گزار ہوں۔ میں نہایت تہی مایہ اور کم دستگاہ آدمی ہوں۔ مسجد سے زندگی شروع کی، حالات وواقعات مدد دیتے گئے۔ اور میں متعلقہ علم میں خاصی دور تک گیا۔ مگر ذہناً مسجد ہی کا رہا۔ بس بندہ ناچیز پر تقصیر، کوچہ گرد شہر رسوائی ہوں فقط، آج کل ایک آزمائش کی وجہ سے دل جمعی میسر نہ تھی اور شاید میں فی الحال معذرت کر دیتا۔ مگر آپ کے والد بزرگوار۔ قبلہ مولانا عبدالحق مدظلہ کا اسم گرامی خط میں موجود پاکر میں نے

انکار کو سوءِ ادب خیال کرتا ہوں۔ مختصر جواب نامے کا ارادہ کر لیا ہے۔ آپ خدا سے عرض کریں کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے یکسوئی اور اطمینان نصیب ہو اور مقدس عقیدوں کی مزید خدمت کی توفیق عطا ہو۔

اب جوابات پیش ہیں۔ (بحوالہ سوالنامہ)

۱۔ ظاہر ہے کہ یہاں کتابوں سے مراد کتاب اللہ کے سوا دوسری کتابیں ہیں۔ ایسی کتابیں تین طرح کی ہیں۔ ۱۔ کتب دین و تصوف۔ ۲۔ حکمت و حکایات۔ ۳۔ ادب و شعر۔

الف۔ کتب دین میں اول اول اپنے والد محترم (کہ وہ بھی عالم دین تھے) کے زیر اثر امام غزالیؒ کی کیمیائے سعادت سے متاثر ہوا۔ میری عربی کی استعداد کم تھی۔ اس لئے میں ان کی عربی کتابوں سے مستفید نہ ہو سکا۔ مگر فارسی کی اس مختصر کتاب نے مجھے اخلاقیات زندگی سے روشناس کیا ۔۔۔۔ اس کے بعد شوقِ نیموی کی آثار السنن سے روشناس ہوا ۔۔۔۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب میں بی۔ اے کا طالب علم تھا۔ اور مجھے معارف و اسرار دین کا چسکا نہیں پڑا تھا۔ اسی زمانے میں میں نے مواعظ اشرفیہ کا مطالعہ کیا۔ انداز بیان نہایت دلکش تھا۔ اشعار و لطائف کی آمیزش نے بڑا مزا دیا۔ اسی زمانے میں ایک اردو کتاب "الدین القیم" نظر سے گذری۔ اس کے بعد دینی کتابوں کے مطالعہ کا

سوالنامہ

۱۔ آپ کو علمی زندگی میں کن کتابوں اور مصنفین نے متاثر کیا اور آپکی محسن کتابوں نے آپ پر کیا نقوش چھوڑے؟

۲۔ ایسی کتابوں اور مصنفین کی خصوصیات۔

۳۔ کن مجلات اور جرائد سے آپ کو شغف رہا۔ موجودہ صحافت میں کون سے جرائد آپ کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔؟

۴۔ آپ نے تعلیمی زندگی میں کن اساتذہ اور درسگاہوں سے خاص اثرات لئے، ایسے اساتذہ اور درسگاہوں کے امتیازی اوصاف جن سے طلبا کی تعمیر و تربیت میں مدد ملی۔

۵۔ اس وقت عالم اسلام کو جن جدید مسائل اور حوادث و نوازل کا سامنا ہے۔ اس کیلئے قدیم یا معاصر اہل علم میں سے کن حضرات کی تصانیف کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔؟

۶۔ علمی، فکری اور دینی محاذوں پر کئی فتنے تخریبی، الحادی، اور تجددی رنگ میں (مثلاً انکار حدیث، عقلیت، اباحیت، تجدد، مغربیت، قادیانیت اور ماڈرنزم) مصروف ہیں۔ ان کی سنجیدہ علمی احتساب میں کونسی کتابیں حق کے متلاشی نوجوان ذہن کی رہنمائی کر سکتی ہیں۔؟

۷۔ موجودہ سائنسی اور معاشی مسائل میں کونسی کتابیں اسلام کی صحیح ترجمانی کرتی ہیں۔

۸۔ مدارس عربیہ کے موجودہ نصاب اور نظام میں وہ کونسی تبدیلیاں ہیں جو اسے موثر اور مفید تر بنا سکتی ہیں۔

۔۔۔۔۔ امید ہے اپنے مفید خیالات سے محروم نہیں کیا جائے گا ۔۔۔۔۔

شوق بڑھتا گیا۔ اس اثناء میں ایک طرف مولانا ابوالکلام کی تحریریں اور شبلی کی تاریخیں نظر سے گزریں۔ اور دوسری طرف میں حضرت مولانا محمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہو گیا۔ میں نے بلوغ المرام اور مشکوٰۃ شریف مسجد چینیاں لاہور میں پہلے پڑھ رکھی تھی۔ اب مسجد شیرانوالہ میں صحیح مسلم اور حجۃ اللہ البالغہ کی تحصیل کے علاوہ حضرت مولانا کے "خاص" درس قرآن میں شرکت کی۔ اس ماحول نے گہرا نقش چھوڑا۔ چنانچہ اب تک فکریاتِ جدید کے وسیع الاطراف مطالعہ کے باوجود میرا ذہن دینی ہی ہے۔

جب ذہن پختہ ہو گیا تو صحیح بخاری کے علاوہ فتح العزیز (تفسیر شاہ عبدالعزیزؒ) اور جلالین اور بعد میں بیضاوی کا مطالعہ کیا۔ جامعہ ملیہ علی گڑھ میں زیر تعلیم ہونے کے زمانے میں، ان سے تفسیر سورہ یوسف بھی پڑھی۔ بعد میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بیان القرآن کو دیکھا۔ امام ابوالحسن الاشعری کی مقالات الاسلامیین کا بہت بعد میں مطالعہ کیا اور احیاء العلوم بھی نظر سے گزری۔

تصوف کی کتابوں میں کشف المحجوب، کلاباذی کی کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف، ابونصر سراج کی کتاب اللمع کو بھی دیکھا ۔۔۔۔ محی الدین ابن عربی کی فصوص اور فتوحات سے بھی دلچسپی رہی۔ لیکن سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ بعد میں امام ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم کی تصانیف بھی جستہ جستہ نظر سے گزریں ۔۔۔ سو یہی مختصر سی کہانی ہے دینی و عربی کتابوں سے تحصیل و اکتساب کی۔ اگرچہ گاہ گاہ اور جستہ جستہ عربی کی دیگر کتب بھی دیکھتا رہا اور اب بھی دیکھتا ہوں ۔۔۔ مگر اب میری توجہ تصورات اسلام کی تعبیر و تشریح کی طرف زیادہ ہے۔ اور میری رائے ہے کہ نئے دور کو نئے علم کلام کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دین پر اعتراضات کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اب حملے عقلی نہیں، سائنسی فکر کی طرف سے ہیں۔ لہذا آج کا مسئلہ دین کو نئے اجتماعی افکار کی زد سے بچانا ہے۔

(ب) حکمت و فکریات میں میری دلچسپی فلسفے کے طالب العلم کی حیثیت سے ہے۔ میں نے افلاطون ارسطو، پھر طامس اکوئیناس اور آگے کانٹ، روسو، والٹیر، شوپن ہار، سپنوزا، نٹشے، برگساں، ولیم جیمز، ڈیوی اور برٹرینڈ رسل کا خاص مطالعہ کیا ہے۔ اور آج کے "وجودیت" کے داعی حکما کو بھی دیکھا ہے۔ اس سلسلے میں اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے۔ ان سب کے زہر کا تریاق علامہ اقبالؒ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ اور مولانا ابوالکلام آزاد کی ترجمان القرآن اور مولانا مودودی کی تفہیم القرآن سے ازالۂ اوہام ہوتا ہے ۔۔۔۔

(ج) ادب و شعر میں حافظ و رومی کے علاوہ نظیری و غالب اور بعد میں اقبالؒ۔ اردو میں میر تقی میر اور جدید دور میں غزل کے شعرا حسرت موہانی اور فانی سے بہت متاثر ہوں۔ اکبر الہ آبادی اور امیر مینائی

کا ذائقہ بھی میسر ہے ۔۔۔ اور یوں محسوس کرتا ہوں کہ زندگی میں یادِ خدا کے بعد شعر سے بڑا روحانی سکون ملتا رہا۔

۲۔ مجھ پر خاص کتابوں سے زیادہ عام مطالعے کا اثر ہوا۔ اس لئے مخصوص نقوش کا ذکر مشکل ہے۔ اب میں ادب کا اور دین کا بیک وقت طالب العلم ہوں۔ اور اس نقطۂ نظر سے مطالعہ کرتا رہتا ہوں اور بالآخر ایک مجموعی تاثر قائم ہو جاتا ہے۔

۳۔ الہلال اور معارف (اعظم گڑھ) کا مسلسل مطالعہ رہا۔ اور ادبی رسائل میں ہمایوں (لاہور) اردو (دہلی و کراچی) نیا دور اور ماہ نو (کراچی) وغیرہ وغیرہ اکثر اردو رسالے زیر نظر رہتے ہیں۔ اب نئے دینی رسالوں میں البلاغ (کراچی) اور الحق (اکوڑہ خٹک) اور ترجمان الحدیث (لاہور) نظر سے گزرتے ہیں۔ اور گاہ گاہ ترجمان القرآن (لاہور) بھی۔

۴۔ میں نے تعلیمی زندگی میں دینی علوم حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ مولانا غلام مرشدؒ (لاہوری) اور مولانا عبدالحی فاروقی وغیرہ سے۔ اور دنیوی علوم میں ابتدائی زمانے کے متعدد اساتذہ کے علاوہ۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع (لاہوری) پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال (لاہور) اور پروفیسر حافظ محمود خاں شیرانی سے اکتساب کیا۔۔۔ میرے ایک پرائیویٹ استاد خواجہ محمد سلیم (کہ میرے عظیم محسن بھی تھے۔) میرے انگریزی کے استاد تھے ۔۔۔ اور یوں زندگی بھر ہر کسی سے کچھ نہ کچھ سیکھا عالم ایک مکتب ہے اس میں شجر حجر تک سے کسبِ دانش ممکن ہے۔

۵۔ یہ سوال تفصیل طلب ہے۔ اس پر پھر کسی موقع پر اظہار خیال ہو سکے گا۔

۶۔ ایضاً

۷۔ اس وقت عالم اسلام کو جو مسائل درپیش ہیں وہ کئی قسم کے ہیں۔ (الف) سیاسی (ب) فکری (ج) داخلی اختلاط۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ کتابیں درکار ہیں جن کی تفصیل اس شذرے میں ممکن نہیں۔

مجملاً عرض ہے کہ سیاسی مسائل سے قطع نظر کہ اس وقت میرے مدِ نظر نہیں، جدید نظریات کا مقابلہ کرنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ جدید معاشرتی علوم کا مطالعہ کیا جائے۔ بلکہ انہیں تمام دینی مدارس کے درس میں شریک کیا جائے۔ معاشرتی علوم سے مراد، علمِ سیاسیات، علمِ معاشیات، علمِ اجتماعیات اور تاریخ و شہریت ہے ۔۔۔ اس کے ساتھ ہی علوم حکمیہ میں سے شماریات۔ تاریخ ارتقائے سائنس اور تاریخ فلسفۂ جدید، اور علم نفسیات اور تاریخ ادبِ مغرب بھی مفید ہے۔ ان سب علوم پر انگریزی میں تو بہت کچھ ہے۔ مگر اردو میں بھی ہر قسم کی کتابیں مل جاتی ہیں۔

میرے خیال میں دینی مدارس میں انگریزی کے متوسط

علم کے علاوہ مذکورہ بالا علوم کی آمیزش سے ان مدارس کی افادیت میں بے حد اضافہ ہوگا۔ اور وہ نئے زمانے کے فتنوں کی صحیح نوعیت سمجھ کر ان کا علاج کر سکیں گے۔ مرض کی تشخیص کے بغیر علاج ناممکن ہے۔ ہمارے علما کے پیش نظر قدیم زمانے کے ملحدانہ خیالات ہیں مگر وہ جدید الحاد کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ علما آج کے بگاڑ کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ زمانہ تقابل ادیان سے زیادہ تقابل افکار کا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ داخلی انحطاط کا علاج اور بھی ضروری ہے۔ اور میں غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کا ایک بڑا سبب تربیت نفوس کا فقدان ہے۔ ہمارے پرانے معاشرہ میں تصوف وطریقت کا ایک نظام تھا جو اندر کی بیماریوں کے علاج پر توجہ صرف کرتا تھا ۔۔۔ نفس کی اصلاح وتزکیہ پر زور دیتا تھا۔ مگر اب خود دینی حلقوں میں اس کی اہمیت نہیں سمجھی جاتی۔ جو طبقے دینداری پر زور دیتے ہیں وہ تو اس تربیت کے اب قائل ہی معلوم نہیں ہوتے اور جو طریقت پر قائم ہیں وہ صرف تکیئے اور زاویے کی رونق ہی کو مقصود نظر جانتے ہیں۔ اصلاح نفوس کا کام انہوں نے بھی چھوڑ دیا ہے۔

انسانی زندگی میں جذبات تمام افعال و اعمال پر بڑا اثر ڈالتے ہیں۔ ان کی تعدیل کے لئے مناسب قسم کے ذوق وسائل کی ضرورت ہے۔ کچھ ادبی ذوق، کچھ جمالیاتی مشغلہ ۔۔۔ کچھ علم جذبات کچھ تطہیر جذبات کی صورتیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر چند کہ پولیس جرائم کا سدباب کرتی ہے مگر ان کی تعزیر سے جرائم رک نہیں جاتے۔ جرائم تو رکتے ہیں تعدیل جذبات سے، تطہیر نفوس سے شرافتوں کے عمل سے دردمندی سے، ہمدردی سے، شفقت سے، محبت سے ۔۔۔! اب اگر اس داخلی انحطاط کو روکنا ہے تو اس کے لئے دین پر مبنی اخلاقیات کے علم رسمی کے ساتھ ساتھ تطہیر نفوس اور تعدیل جذبات کا سامان بھی مہیا کرنا چاہئے، شفقتوں کا ایک نظام قائم کرنا لازمی ہے تاکہ قلوب میں نیکی اور اچھی زندگی کے لئے کشش پیدا ہو ۔۔۔ ذکر وفکر اپنی جگہ ٹھیک ہے مگر ظاہری طور سے شفقتوں کا عمل اور محبت عوام کا انضمام، توازن اور تعدیل پیدا کرے گا۔ دینی ارکان کا عمل بالجوارح ہو اور خارجی زندگی میں طہارت نفس اور محبت و شفقت اور حسن معاملہ اور عدل واحسان نظر نہ آئے تو لوگوں پر دین کا اثر نہیں ہوتا، خصوصاً آج کے دور میں لوگ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

۸۔ اس سوال کا جواب سوال ۶ میں آگیا ہے۔

۹۔ یہ سوال بھی تفصیل طلب ہے۔ انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر کچھ عرض کر سکوں گا۔ یہ ممکن ہے بعض جگہ ربط قائم نہ ہو سکا ہو۔ سو اس کا خیال نہ کیجئے ۔۔۔

گرچہ درہم برزدہ بینی خط من عیب مکن
کہ ز دانستن ایام بہم برزدہ است